قیامت

آیت اللہ ابراہیم امینی

انبیاء و اولیاء اور تمام آسمانی کتابوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کی زندگی فقط مرنے سے ختم نہیں ہوتی بلکہ اس دنیا کے بعد بھی ایک دنیا پائی جاتی ہے جہاں پر انسان کو اپنے کئے (اعمال و کردار) کا بدلہ ملے گا۔

اچھے لوگ وہاں پر تمام نعمتوں کے ساتھ خوشی خوشی زندگی بسر کریں گے اور بدکردار اور خطا کار افراد سخت دردناک عذاب میں گرفتار رہیں گے، قیامت تمام ادیان کی ضروریات میں سے ہے اور اصل قیامت مرنے کے بعد کی دنیا کو کہا جاتا ہے جو شخص بھی انبیاء کو مانتا اور ان کی بتائی ہوئی چیزوں پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے معاد پر یقین و اعتقاد رکھنا ضروری ہے، ہم اس مطلب کو ثابت کرنے کے لئے دو آسان دلیلوں کو بیان کرتے ہیں۔

پہلی دلیل

اگر مندرجہ ذیل مطالب پر توجہ کریں گے، تو آپ کے لئے قیامت کی حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

۱۔ دنیا میں کوئی بھی کام بغیر مقصد کے نہیں ہوتا ہے اور جو شخص بھی کسی کام کو انجام دے اس کا بھی ایک ہدف ہوتا ہے اور ہدف و مقصد وہ چیز ہے جو انسان کو اس کام کی طرف آمادہ اور چلنے کے لئے تیار کرتا ہے، لہذا انسان اس مقصد کے حصول کے لئے دل جمعی کے ساتھ پوری کوشش صرف کر دیتا ہے۔

۲۔ یہ صحیح ہے کہ کوئی کام بغیر ہدف و مقصد کے نہیں ہوتا لیکن تمام مقاصد و اہداف بھی تو برابر نہیں ہوتے ہیں بلکہ کرنے والے اور خود اس کام کی موقعیت ہدف میں تفریق و جدائی کا باعث بنتی ہے۔

پس جس قدر فاعل صاحب علم و کمال اور با تدبیر ہوگا ویسا ہی اس کا ہدف بھی بلند اور پر اہمیت ہوگا، لہذا جو بچہ کھیلتے وقت اپنا ہدف رکھتا ہے ویسا ہدف عالم و انجینئر اور سمجھدار نہیں رکھ سکتا ہے۔

۳۔ جب بھی انسان کوئی کام انجام دیتا ہے تو اس کی پوری کوشش و توجہ نتیجہ کے کمال پر ہوتی ہے، کہ کسی طرف سے اس نتیجہ پر حرف نہ آئے اگر وہ غرض و غایت نقائص سے محفوظ ہے تو یہی اس کا کمال ہے، مثال کے طور پر ہم بھوک کے احساس پر کھانا کھاتے ہیں اور بھوک کا احساس جو نقص ہے کھانے سے ہم اس نقص کو دور کرتے ہیں، لیکن خدا کے کاموں میں یہ مطلب درست نہیں ہے اس لئے کہ یہاں پر فعل کے انجام کا فائدہ خود اس کی ذات کی طرف لوٹ

کرنہیں آتا ہے، بلکہ خدا کے خلق و پیدا کرنے کا فائدہ خود اس کی مخلوق کی طرف پلٹ کر جاتا ہے جیسے خدا نے ہم کو پیدا کیا اور ہم نے نماز پڑھی نماز کا فائدہ خود ہماری ہی طرف واپس آتا ہے نہ کہ خدا کی طرف لوٹ کر جاتا ہو، اس لئے کہ خدا کی ذات میں کمی ونقص نہیں پایا جاتا کہ وہ اپنی کمی کو پورا اور اپنے نقص کو دور کرنے کے لئے کسی کام کو انجام دے اس بنا پر ہمارا یہ کہنا درست ہے کہ انسان کے اپنے اعمال کا فائدہ خود اس کی طرف واپس آتا ہے کیونکہ یہاں پر کام اور عمل سے مراد مقصد کو پورا کرنا یا فائدہ اٹھانا نہیں ہے بلکہ فائدہ پہنچا اور کامل کرنا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

من نکردم خلق تا سودی کنم
بلکہ تا بر بندگان جودی کنم

میں نے فائدہ حاصل کرنے کیلئے تمام چیزوں کو پیدا نہیں کیا ہے بلکہ ان کو فائدہ پہنچانے کیلئے پیدا کیا ہے۔

خداوند عالم نے انسان کے جسم کو بہترین طریقے اور بہت ہی نزاکت اور نہایت باریک بینی سے خلق فرمایا ہے، لہٰذا عقلاء اس میں جتنا غور وخوض کرتے ہیں اتنے ہی عجیب وغریب چیزوں سے دو چار، اور متحیر رہ جاتے ہیں، ہاں یہ کہنا درست ہے کہ خداوند عالم حکیم ہے کہ جس نے انسان کے معمولی بدن میں پوری دنیا کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے (یعنی کوزے میں دریا کے مانند انسان کے چھوٹے سے بدن میں وسیع و عریض دنیا کے نظام سے زیادہ باریک نظام کو محدود، محال کو ممکن، کر دیا ہے جس کی تعبیر حضرت علیؑ یوں فرماتے ہیں:

اتزعم انک جرم صغیر و فیک انطوی العالم الاکبر۔

پانی، مٹی، گھاس، حیوان، سورج، ستارے، چاند اور تمام موجودات کو انسان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اور ان کے علاوہ انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہزاروں تعجب آمیز رازوں کو دنیا میں پوشیدہ کر رکھا ہے تاکہ اپنی فلاح و بہبود کے لئے اس تک دست رسی پیدا کرے اور اس عظیم ترین پروردگار کے خزانہ سے استفادہ کرتے ہوئے حقیقت دنیا پر حکمرانی کرے۔

مذکورہ مطالب سے سمجھ میں آتا ہے کہ خداوند حکیم نے انسان کے جسم کو نہایت تعجب آمیز رازوں پر مشتمل شریف ترین مخلوق قرار دیا ہے اور اسی انسان کے لئے نظام کائنات کو مسخر کر رکھا ہے، فقط اس لئے کہ انسان ایک معمولی موت کے لئے یہاں پر رہے! اور اس کی بے انتہا نعمتوں سے استفادہ کرے اور مر کر فنا ہو جائے؟ اگر ایسا ہی ہے تو کیا خدا کا پیدا کرنا غیر عاقلانہ اور غیر حکیمانہ کام نہ ہوگا؟

آپ کی عقل اصلاً ایسا فیصلہ اور ایسی چیزوں پر بھروسہ نہیں کر سکتی ہے، بلکہ عقل تو خدائے حکیم کو بے غرض اور عبث کاموں سے منزہ ومبرا سمجھتی ہے، پس نتیجہ میں انسان کا مر کر فنا ہونا اس کے پیدائش کا مقصد وہدف نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ انسان کی تخلیق کا مقصد کمال ہے اگر موت کے بعد انسان کامل نہ ہو بلکہ فنا ہو جائے تو فنا خود بھی تو ایک نقص ہے پھر انسان کی اپنی آخری منزل کمال کیا ہوگی؟ کیسے ہوسکتا ہے کہ انسان اپنی تنگ یا راحت، اچھی یا خراب زندگی آرام یا مصیبت میں گذار دے اور سب کا ایک ہی حشر نابودی اور فنا ہو۔

ہماری عقل کہتی ہے خداوند عالم کی ذات لوگوں کی محتاج نہیں ہے اور کسی فائدہ کے تحت ان کو نہیں پیدا کیا ہے اور اس سے کوئی لغو و بے فائدہ کام بھی صادر نہیں ہوتا ہے مجبوراً کہنا پڑے گا کہ خدا نے انسان کو کسی بلند ہدف اور قیمتی مقصد کے لئے خلق فرمایا ہے اور اس انسان کی زندگی کو چار دن میں منحصر نہیں کر رکھا ہے اور نہ ہی مرنے کے بعد انسان کی زندگی تمام ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے اعمال ختم ہوتے ہیں، بلکہ سب خدا کے نزدیک محفوظ ہے۔

ہماری عقل کہتی ہے: (اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا ہونی

چاہیے) اس چھوٹی اور مصیبت و رنج والم سے بھری ہوئی دنیا کے علاوہ ایک اور دنیا ہونی چاہیے تاکہ انسان کے لئے آرام و آسائش کا پیش خیمہ ہو، خدا کا مقصد (انسان کے خلق کرنے کا) یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں ترقی اور معنوی کمالات اور سعادت مندی کے تمام وسائل کو فراہم کرے تاکہ مرنے کے بعد ہمیشہ رہنے والی زندگی آخرت میں تمام ناز و نعمت کے ساتھ خوشی خوشی گذارے۔(۱)

دوسری دلیل

بعض افراد (انسان) نیک اور صالح ہیں، لوگوں کے لئے خیر خواہ اور بھلائی چاہتے ہیں، اور کمزوروں کی مدد کرتے ہیں، اور یتیموں کے ساتھ مہربانی اور ناچار و مجبور افراد پر احسان کرتے ہیں، ان کے اخلاق اچھے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے، ملاوٹ نہیں کرتے، اور کسی کے ساتھ ظلم وستم کو جائز نہیں سمجھتے، لوگوں کے مال کو ناحق نہیں لیتے، نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اپنے واجبات پر عمل کرتے ہیں، اور گناہوں سے دوری اختیار کرتے ہیں۔

دوسرے افراد: برے اور نالائق ہیں اپنے جیسے افراد پر ظلم وستم، دوسروں کے حقوق کو غصب، بداخلاق، چھوٹے اور ہر ایک کی امانت میں خیانت کرتے ہیں، خدا کے واجب امور کو انجام نہیں دیتے، نماز و روزہ سے کوئی مطلب نہیں رکھتے ہیں اور گندے برے کاموں (یعنی حرام کے ارتکاب) سے نہیں ڈرتے، حیوانوں کی طرح رات و دن ظلم وزیادتی اور شہوت پرستی میں مشغول رہتے ہیں۔

یہ دو طرح کے افراد قطعی طور پر موجود ہیں، لیکن دنیا میں اپنے اعمال کی اصلاً کوئی سزا یا جزا نہیں پاتے، معصیت کار ہیں ہر طرح کی ناز و نعمت میں زندگی بسر کر کے دنیا سے چلے گئے اور اپنے اعمال کی کوئی سزا نہیں پائی۔۔۔ اور بہت سے لوگوں کو نیک و صالح پاتے ہیں لیکن وہ بے چارے نہایت سختی پریشانی، تنگی اور مصیبت میں زندگی بسر کرتے ہیں، مگر اپنے کئے اعمال کی کوئی جزا نہیں دیکھتے۔

کیا اس دنیا کے علاوہ کوئی دوسری دنیا نہیں ہونی چاہیے کہ جہاں پر اچھے اور برے کاموں کا حساب اور اس پر جزا و سزا مرتب ہو نیک افراد کو اچھا بدلہ اور بدکردار کو اپنے کئے کی سزا دی جائے؟ اگر انسان کی عمر اس دنیا میں یوں ہی ختم ہو جائے اور اس کے نامۂ اعمال یہیں ضائع ہو جائیں، تو کیا انسان کا پیدا کیا جانا عبث اور عدالت کے خلاف اور حکمت خدا کے مخالف نہیں ہوگا؟

کیا آپ کی عقل قبول کرے گی کہ اچھے فرمانبردار اور بدکردار و تباہ کار مساوی و برابر ہو جائیں اور ان کے درمیان حساب و کتاب کے ذریعہ تفریق و جدائی نہ ہو؟ (۲) کیا ایسے فضول کام کو اللہ کی طرف نسبت دینا درست ہوگا؟

اگر قیامت نہ ہو، انبیاء کا بھیجنا اور اللہ کا امر و نہی کرنا، نامعقول اور بے بنیاد نہیں ہوگا ان کاموں کا حساب و کتاب اور ثواب و عقاب نہ ہو تو لوگ کیونکر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری کرینگے؟

موت

موت یعنی جسم اور روح کی جدائی و مفارقت کا نام ہے، اسلام ہم سے کہتا ہے انسان فقط موت سے ختم نہیں ہوتا، بلکہ موت کے ذریعہ انسان ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف منتقل ہوتا ہے یعنی (موت) ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف لوٹتا ہے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم فنا ہونے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ حیات جاودانی، یعنی ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس دنیا سے دوسری دنیا کی طرف منتقل ہونا ہے۔(۳)

اسلامی نکتہ نظر سے ہر ایک روح، جسم سے مساوی اعتبار سے جدا نہیں ہوتی ہے بلکہ جو لوگ گنہگار ہیں اور اس دنیا سے زیادہ دل لگا

رکھا ہے، اور اُس دنیا آخرت سے غافل اور غیر مانوس ہیں ان کی روح بہت سختی اور دشواری سے نکلتی ہے، لیکن جو حضرات اچھا کام (عمل صالح) کرتے ہیں اور خاص کر موجودہ دنیا کی طرف رجحان ومیلان نہیں رکھتے اُس دنیا (آخرت) کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے انسیت اور الفت زیادہ رکھتے ہیں وہ لوگ بہت ہی آرام و اطمینان سے اس زندگی سے نجات پاجاتے ہیں۔(۴)

برزخ

مرنے کے بعد کی زندگی کی ہماری عقل تصدیق کرتی ہے لیکن وہاں پر کیسی اور کس طرح کی زندگی ہوگی اس چیز کو ہماری عقل راہنمائی (درک) نہیں کرتی، یہاں پر ہم مجبور ہیں کہ قرآن پاک اور پیغمبرؐ کے ارشادات اور ائمہ اہل بیتؑ کی حدیثوں سے استفادہ کریں۔

قرآن مجید اور حضور اکرم ﷺ اور آپ کے اہل بیتؑ کی حدیثوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت سے پہلے (تمام لوگوں کے اٹھائے جانے سے پہلے) ایک دوسری دنیا موجود ہے جس کا نام "برزخ" ہے جو کہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک واسطہ اور رابطہ کی حیثیت سے موجود ہے، جب انسان کی موت آتی ہے تو برزخ کے ابتدائی مرحلہ میں داخل ہوجاتا ہے یہاں پر ایک مخصوص طرح کی زندگی بسر کرتا ہے اس معنوی اور پوشیدہ زندگی کی ابتدا قبر ہے کہ جو معمولی سوال و جواب سے شروع ہوتی ہے جس میں کلی اعتقادات اور اعمال کے مسائل پوچھے جاتے ہیں اگر عقیدہ صحیح اور عمل و کردار اچھے ہیں تو جنت کا ایک دروازہ اس پر کھول دیا جاتا ہے تاکہ وہ جنت کی نعمتوں سے استفادہ کرتا رہے قیامت آنے کے انتظار اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے شوق میں منتظر رہتا ہے۔

اگر کوئی بدکردار اور باطل عقیدہ رکھنے والا ہو تو اس پر جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور قیامت تک وہ اسی طرح عذاب میں ناگوار و تلخ زندگی بسر کرتا رہتا ہے اور دوزخ کے سخت عذاب اور قیامت آنے کے خوف سے ہر وقت ہراساں رہتا ہے۔(۵)

قیامت اور لوگوں کا قبروں سے نکلنا

قرآن مجید اور پیغمبر اسلام نیز آپ کے اہل بیتؑ کی حدیثوں میں قیامت کی اس طرح توصیف و تعریف بیان کی گئی ہے چاند، سورج تاریک ہوجائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر بکھر جائیں گے، دریا بغیر پانی کے جلنے لگے گا، منظومۂ نظام شمسی درہم برہم ہوجائے گا، زمین و آسمان بدل کر دوسری صورت اختیار کرلیں گے اس وقت تمام مردے زندہ کئے جائیں گے، پس لوگ حساب و کتاب کے لئے حاضر ہونگے، لوگوں کے تمام اعمال و حرکات خدا کے نزدیک محفوظ کتابوں میں موجود ہیں، ان کے معمولی کردار و افعال غفلت و فراموشی کا شکار نہیں ہوں گے، قیامت کے دن لوگوں کی آنکھوں سے پردے ہٹا دئے جائیں گے، لوگ اپنے اعمال اور کردار کو اپنے سامنے مجسم مشاہدہ کریں گے، اس وقت اعمال کا حساب شروع ہوگا اور بہت گہرائی اور نہایت دقت سے اس کی پوچھ گچھ کی جائے گی کافر اور گنہگار جو بخشش کے لائق نہیں ہیں، ان کو جہنم میں بھیجا جائے گا اور نیک و صالح افراد جنت کی طرف جائیں گے اور وہ گنہگار جن میں بخشش کی صلاحیت موجود ہوگی، یعنی انہوں نے برزخ میں جہنم کا عذاب برداشت اور اپنے برے اعمال کا مزہ چکھا ہے انبیاء اور ائمہ اطہارؑ کی شفاعت کے نتیجہ میں مورد عفو و بخشش قرار پائیں گے، یعنی نور جلال پروردگار عالم ان کے گناہوں کی تاریکی کو ختم کرکے جنت میں بھیج دے گا۔

صاحب ایمان اور نیک کام کرنے والوں کا حساب آسانی سے لیا جائے گا اور بہت جلدی وہ جنت میں چلے جائیں گے لیکن کفار اور بہت سارے گنہگار افراد کا سخت حساب اور چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کے متعلق سختی سے پوچھا جائے گا، تاکہ زیادہ دیر وہ محشر میں کھڑے رہیں، اور نہایت سختی اور ناراحتی کے ساتھ حساب کے متعدد موارد کو سر کرتے رہیں۔(۶)

جنت

جنت وہ جگہ ہے جہاں پر نیک ولائق افراد کو لے جائیں گے، مختلف انواع و اقسام کی نعمتیں، عیش و آرام کے ساتھ رہنے کے تمام اسباب ووسائل وہاں پر موجود ہونگے۔

جس چیز کا بھی انسان تصور (خیال میں لائے) کرے اور اس کو چاہیے موجود ہوگی(۷) جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے بہتر و عالی ہیں ان جیسی چیزوں کے متعلق انسان نے کبھی دیکھا اور نہ سنا ہے، کسی طرح کی کوئی سختی اور پریشانی وہاں نہیں ہے، جو شخص بھی جنت میں داخل ہوا ہمیشہ رہنے والی زندگی سے سرفراز ہوگا، جنت کے بھی مختلف مراتب ہیں، جو جس طرح کے عمل خیر اور فضائل و کمالات کا حامل ہوگا ویسے ہی جنت کے درجے میں رہے گا۔(۸)

جہنم

جہنم وہ جگہ ہے جہاں کفار، گنہگار اور خطا کار رہیں گے، ہر طرح کی سختی و عذاب وہاں پر ہے، جو لوگ وہاں جائیں گے بہت زیادہ سختی و عذاب میں گرفتار ہونگے، جہنم کا عذاب اس قدر مشکل ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا، جہنم کی آگ صرف جسم کو نہیں جلاتی ہے بلکہ روح اور اس کے دل کو بھی جلا ڈالے گی، انسان کے اندر سے ہی پھوٹے گی اور پورے بدن میں پھیل جائے گی۔(۹)

اہل دوزخ کے دو گروہ ہیں پہلا گروہ اُن کفار کا ہے جو ایمان اور عبادت سے بالکل عاری ہیں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں عذاب کو برداشت کریں گے ان کے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہوگا، دوسرا گروہ: وہ لوگ جو خدا کی عبادت کرتے ہیں اپنے ایمان کی کمزوری کی بنا پر معصیت کے مرتکب ہوئے اور جہنم کے مستحق قرار پائے، یہ گروہ کچھ مدت کے لئے جہنم میں رہے گا اور آخر کار نور خدا تاریکی گناہ کو کر خاکستر کر دے گا، اس کے بعد ائمہؑ اور پیغمبر ﷺ کی شفاعت کے طفیل بہشت میں داخل ہونگے۔

جہنم کے بھی مراتب پائے جاتے ہیں جہاں پر ہر مرتبہ کے مطابق عذاب کی صورت پائی جاتی ہے، ہر شخص کو اس کے گناہ کے مطابق جہنم کے طبقہ میں قرار دیں گے کہ جس میں وہ اس عذاب کا مزہ چکھے گا۔(۱۰)

شفاعت

شفاعت کا مسئلہ قرآن مجید میں بھی نازل ہوا ہے اور نبی اکرمؐ و اہل بیتؑ سے کثرت سے روایتیں اس ضمن میں وارد ہوئی ہیں، اور وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ کسی صورت سے شفاعت کے مسئلہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے، روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت رسول خداؐ اور ائمہ علیہم السلام بعض گنہگاروں کی شفاعت کرائیں گے اور کہیں گے پروردگار درست ہے کہ یہ شخص گنہگار اور مستحق عذاب ہے لیکن فلاں خوبی کی وجہ سے تو خود اپنی بزرگواری اور جو عزت کرامت ہم تیری بارگاہ میں رکھتے ہیں آرزومند ہیں کہ اس کے گناہوں سے چشم پوشی فرما اور بخشش کے قلم سے اس کے گناہ کے عمل کو محو کر دے، ان کی درخواست قبول کی جائے گی اور وہ شخص خدا کی رحمت اور اس کی نعمت میں شامل ہو جائے گا، روایات و آیات کی رو سے شفاعت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن چند نکات کی طرف توجہ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ شفاعت کرنے والے بغیر خدا کی مرضی اور اس کے حکم کے شفاعت نہیں کریں گے۔

۲۔ قیامت میں حساب و کتاب کے بعد شفاعت کی منزل ہے، یہ تو اس وقت کا معاملہ ہے، جب حساب و کتاب تمام ہو جائے اور نامۂ اعمال دیکھ کر اُس طرف یا اِس طرف بھیجنے کا موقع آپہنچا ہو تو شفاعت کرنے والے کہیں گے کہ اس کو معاف کردو خداوند عالم قبول کرلے گا اور یہ جنت میں چلے جائیں گے لیکن برزخی دنیا میں شفاعت کی دور دور تک کوئی خبر نہیں ہے۔

۳۔خود شفاعت کرنے والوں نے فرمایا: تم کوشش کر کے محشر میں انسان کی صورت میں آنا تا کہ ہم تمہاری شفاعت کر سکیں، اس بنا پر اگر گناہوں کے سبب اس کی یہ صورت بدل کر حیوانوں کی صورت میں وارد محشر ہوئے تو اس کے لئے شفاعت کا دروازہ بند ہے، بہر حال ضروری ہے کہ کم از کم شفاعت کی صلاحیت و لیاقت لے کر محشر میں پہنچے۔

شفاعت کرنے والے (ائمہ اطہارؑ) نے بعض معصیت کے متعلق خاص طور پر فرمایا ہے جیسے نماز کو ترک کرنے والوں کو میری شفاعت شامل نہیں ہوگی۔

۴۔مذکورہ مطالب سے سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کو فقط شفاعت کے وعدہ پر مغرور ہو کر گناہوں کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ جو شخص شفاعت کی امید میں گناہ کو انجام دے وہ اس شخص کے مانند ہے جو دوا اور ڈاکٹر پر بھروسہ کر کے زہر کھالے اور اپنے کو ہلاکت کے گھاٹ اتار دے۔

توبہ

قرآن کی آیات اور اہل بیت اطہارؑ کے اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ گناہ گار اپنے مرنے سے پہلے توبہ کرلے اور اپنے کیئے پر شرمندہ اور نادم ہوجائے تو اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اور پھر ان گناہوں کے متعلق اس سے باز پرس نہیں کی جائے گی۔(۱۱)

اس بنا پر تمام گنہگاروں کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے کسی کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے لیکن ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ (اَستَغفِرُ اللہ) زبان پر آیا اور آنکھ مل کر ایک قطرہ آنسو ٹپکا یا سمجھ گئے توبہ قبول ہوگئی اور خدا کی رحمت و نعمت میں شریک ہو گئے۔

مگر معلوم ہونا چاہیے کہ حقیقی توبہ کے اپنی خاص شرائط پائی جاتی ہیں، حضرت علیؑ نے اپنی فرمائشات میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حضرتؑ فرماتے ہیں: توبہ میں چھ چیزیں ضروری ہیں۔

انسان فقط موت سے ختم نہیں ہوتا، بلکہ موت کے ذریعہ انسان ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف منتقل ہوتا ہے یعنی (موت) ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف لوٹتا ہے، پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: تم فنا ہونے کیلئے پیدا نہیں کیئے گئے بلکہ حیات جاودانی یعنی ہمیشہ رہنے کیلئے پیدا کیئے گئے ہو اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس دنیا سے دوسری دنیا کی طرف منتقل ہونا ہے۔

۱۔اپنے گذشتہ گناہوں پر واقعاً پشیمان و شرمندہ ہو۔

۲۔قطعی ارادہ کرے کہ کبھی اس گناہ کو دوبارہ انجام نہیں دے گا۔

۳۔اگر تم پر لوگوں کا حق ہے تو پہلے اسے ادا کرو۔

۴۔جن واجبات کو چھوڑ رکھا ہے اس کو انجام دو۔

۵۔اور جو تمھارے بدن میں حرام کھانے سے گوشت وغیرہ بنا ہے پہلے غم و الم کی وجہ سے اسے پگھلاؤ۔

۶۔جس طرح گناہوں سے لذت اٹھائی ہے ویسے ہی عبادت کی تلخی اور دشواری کو برداشت کرو۔(۱۲) اس وقت کلمہ "اَستَغفِرُ اللہ" کو اپنی زبان پر جاری کرو۔

۶۔خداوند عالم نے قرآن میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

اَفَحَسِبتُم اَنَّمَا خَلَقنَا کُم عَبَثاً وَ اَنَّکُم اِلَینَا لَا تُرجَعُونَ

تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بے فائدہ اور بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے حضور میں لوٹائے نہیں جاؤ گے۔(سورہ مومنون، آیت ۱۱۵)

حوالہ جات

۱۔خداوندعالم نے قرآن میں اس کیطرف اشارہ فرمایا ہے۔(أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ) تم گمان کرتے ہو کہ تمہیں یوں ہی بے فائدہ اور بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے حضور میں لوٹائے نہیں جاوٴ گے۔مومنون، آیت ۱۱۵

۲۔خداوندعالم قرآن مجید میں اس مطلب کی طرف یوں اشارہ کرتا ہے ام نجعل المتقین کالفجار کیا ہم پرہیزگاروں کو مثل بدکاروں کے بنادیں؟ سورہ ص۔ ۳۸، آیت ۲۸۔

۳۔بحارالانوار، ج۶،ص ۲۴۹۔ ۴۔بحارالانوار، ج۶،ص ۱۴۵

۵۔خداوندعالم قرآن مجید میں فرماتا ہے: سورہ مومنون، آیت ۱۰۰، ان کے ”مرنے کے بعد“عالم، برزخ ہے اس دن تک کہ دوبارہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

”وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ“(۱) سورہ بقرہ ۱۵۴، اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں کبھی مردہ نہ کہنا بلکہ (وہ لوگ) زندہ ہیں مگر تم (ان کی زندگی کی حقیقت کا) کچھ بھی شعور نہیں رکھتے۔

”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ“ سورہ آل عمران ۱۶۹، اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے یہاں سے روزی پاتے ہیں۔

قال النبی ﷺ: ”اِنَّ القَبرَ اَوَّلُ مَنَازِلِ الاٰخِرَةِ فَاِن نَجَا مِنهُ فَمَا بَعدَهُ اَیسَرُ وَاِن لَم یَنجِ مِنهُ فَمَا بَعدَهُ لَیسَ اَقَلَّ مِنهُ“ آخرت کی پہلی منزل قبر ہے جو شخص یہاں نجات پا جائے اس کے لئے بعد کا کام آسان ہو جائے گا اور جو شخص یہاں نجات نہ پاسکے پس تو عذاب اس کے بعد اتنا آسان نہیں۔بحارالانوار، ج۶،ص ۲۴۲۔

قال علی ابن الحسینؑ: ”اِنَّ القَبرَ رَوضَةٌ مِن رِیاضِ الجَنَّةِ اَو حُفرَةٌ مِن حُفَرِ النِّیرانِ“ حضرت علی ابن حسین (ع) نے فرمایا: قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔بحارانوار، ج۶،ص ۲۱۴ اور ص ۲۰۲۔ ۲۸۲

۶۔بحارالانوار، ج۷،ص ۵۴۔ ۲۳۷۔

۷۔سورہ زخرف، آیت ۱۷

۸۔بحارالانوار، ج۸،ص ۱۷۔ ۳۲۲۔

۹۔سورہ ہمزہ، آیت ۶۔

۱۰۔بحارالانوار، ج۸،ص ۲۲۲۔ ۳۷۴۔

۱۱۔وافی، ج۱، تیسرا حصہ ص ۱۸۳۔

۱۲۔نہج البلاغہ، (طبع مصر) دوسرا جز، ص ۲۵۳۔

اثبات قیامت پر قرآنی دلیلیں

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ (۱)

اور وہی وہ ہے جو خلقت کی ابتداء کرتا ہے اور پھر دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور یہ کام اس کے لئے بے حد آسان ہے

كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ (۲)

اس نے جس طرح تمہاری ابتداء کی ہے اسی طرح تم پلٹ کر بھی جاوٴ گے

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا (۳)

اور یہ انسان کہتا ہے کہ کیا ہم جب مرجائیں گے تو دوبارہ زندہ کرکے نکالے جائیں گے کیا وہ اس بات کو یاد نہیں کرتا ہے کہ پہلے ہم نے اسے خلق کیا ہے جب یہ کچھ نہیں تھا

فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (۴)

عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ ہم کو کون دوبارہ واپس لاسکتا ہے تو کہہ دیجئے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے۔

ایک صحرائی عرب کو ایک انسان کی بوسیدہ ہڈی کا کوئی ٹکڑا ملا وہ اس کو لے کر دوڑتا ہوا شہر کی جانب آیا اور پیغمبر کو تلاش کرتا ہوا حاضر خدمت ہوا اور چیخ کر کہتا ہے کون اس پرانی ہڈی کو دوبارہ زندہ کرے گا؟۔

ارشاد ہوا: ”قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ“(۵) آپ کہہ دیجئے جس نے پہلے خلق کیا ہے وہی زندہ بھی کرے گا اور وہ ہر مخلوق کا بہتر جاننے والا ہے۔

مذکورہ اور ان جیسی آیات کے پیش نظر انسانوں کو تخلیق کی ابتداء کی طرف توجہ دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کو دوبارہ پلٹانا خدا کیلئے بہت آسان ہے۔

۱۔سورہ روم، آیت ۲۷۔ ۲۔سورہ اعراف، آیت: ۲۹

۳۔سورہ مریم آیت: ۶۶۔۶۷ ۴۔سورہ اسراء آیت: ۵۱

۵۔سورہ یٰسین، آیت ۷۹